

شاعرِ حیات ادیبؔ مالیگانوی

مرحوم ادب مالیگاؤنوی کی پیدائش ۱۹۰۹ء میں ہوئی۔ مرحوم کا نام محمد بشیر عظیم الدین تھا اور ان کے آباواجداد گوپال گنج الہٰ آباد سے تعلق رکھتے تھے۔ادیبؔ مالیگانوی جونا گڑھ سے اعلیٰ تعلیم یافتہ کرنے کے بعد درس و تدریس سے وابستہ ہوئے، بعد ازاں صدر مدرس کے عہدے پر فائز رہتے ہوئے سبکدوش ہوئے۔آپ کو بچپن سے ہی شعروشاعری اور ادب کی دیگر اصناف سے دلچسپی تھی۔ادیبؔ مالیگانوی نے ادب کی بیشتر اصناف میں کامیاب طبع آزمائی کی ہے۔ اُن کی ادبی خدمات کا دائرہ کافی وسیع ہے۔انہوں نے نظم، غزل، نعت، تہنیتی و وطنی نظموں کے علاوہ نثر نگاری کے بھی بہترین اور اعلیٰ نمونے پیش کئے ہیں۔مرزا طوسیؔ کے فرضی نام سے طنزیہ ومزاحیہ مضامین بھی لکھے اور شاعری بھی کی۔

مالیگاؤں میں اولین نثری کارنامہ ’’گلدستوں‘‘ کی شکل میں مرحوم مولانا عبدالمجید وحید کا ’’گلشن ابراہیم خلیل‘‘ منظر عام پر آیا تھا۔ان کے بعد مسلمؔ مالیگانوی کا نام نمایاں نظر آتا ہے کہ اُس زمانے میں سب سے زیادہ نثری تخلیقات مسلمؔ مالیگانوی کی ہی ملتی ہیں۔مولانا عبدالمجید وحیدؔ کے بعد ادیبؔ و مسلمؔ کے دور میں ادیبؔ مالیگانوی کی شعری ونثری خدمات ناقابل فراموش ہیں۔اُن کی شعری و نثری تخلیقات سے یہ بات عیاں ہے کہ انہوں نے شاعری کے علاوہ نثر میں بھی ابتداء سے ہی فنکارانہ ریاضت واپنی خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لایا ہے۔آپ کے لکھے گئے نثری مضامین کا مجموعہ ’’یادیں‘‘ کے نام سے شائع ہو کر مقبول ہو چکا ہے۔ادیبؔ مالیگانوی کے یہاں نثر میں بھی بلا کی روانی، موضوع سے انصاف اور انداز بیاں کا منفرد نمونہ ملتا ہے۔

بہت کم شخصیات ایسی ہوتی ہیں جنہوں نے زندگی کے مختلف النوع شعبوں میں اپنے طرزِ عمل اور کارہائے نمایاں سے بیش بہا نقوش چھوڑے ہیں۔ برسوں نہیں صدیوں تک یاد رکھا جائے گا۔ادیبؔ مالیگانوی کا شمار بھی ایسی ہی شخصیات میں ہوتا ہے۔اُن کا طرزِ زندگی، ادبی شہ پارے، درس وتدریس اور شاگردوں کی رہنمائی و پرورش و پرداخت یادگارِ زمانہ ہیں۔جن کی دلکشی و تابندگی آج بھی اول دنوں کی طرح قائم و دائم ہے۔ادیبؔ مالیگانوی نہایت ذہین الطبع شخصیت کے مالک تھے۔قدرت نے انہیں بہترین صلاحیتیں عطا کی



ماجد اختر عبدالعزیز
144 سلیم نگر مالیگاؤں۔
9960649462

تھیں۔ان کی علمی وادبی خدمات کا سلسلہ طالب علمی سے شروع ہو کر پانچ دہائیوں پر محیط ہے۔اُن کی مقبولیت جتنی مالیگاؤں اور ہندوستان میں بھی اتنی ہی پاکستان میں بھی تھی۔احسان دانشؔ و رئیس احمد جعفری وغیرہ نے پاکستان کے مقبول ومستند رسائل اور کتابوں میں ادیبؔ مالیگانوی پر مضامین لکھتے ہوئے اُن کی ادبی خدمات کا اعتراف کیا ہے۔مالیگاؤں اور ہندوستان کیلئے یہ بات بھی قابل فخر ہے کہ انسائیکلو پیڈیا آف پاکستان میں ادیبؔ مالیگانوی کا تعارف موجود ہے۔ یہ عظمت اور اعزاز سب کا نصیب نہیں بنتا۔جو شاعرِ حیات ہوتا ہے جو ترجمانِ حیات ہوتا ہے اور جو ادیب الملک ہوتا ہے اور عوام وخواص کے دلوں پر اُس کی شاعری کی حکومت ہوتی ہے جو اپنی شاعری میں زندگی کے اسرار و رموز کھولتا ہے اور اعلیٰ افکار وخیالات کے چراغ روشن کر کے اندھیروں میں ٹھوکریں کھانے والی انسانیت کو راستہ دکھاتے ہوئے رہبری کے فرائض انجام دیتا ہو، ایسے ہی فکر و عمل کے شاعر کی شاعری کو ’’جزوِ پیغمبری‘‘ کہا جاتا ہے۔ادیبؔ مالیگانوی کی شاعری جزوِ پیغمبری بھی ہے۔حدیث دلبری بھی اور یہی وجہ ہے کہ وہ کل بھی شاعرِ حیات اور ادیب الملک تھے تو انتقال کی تین دہائیاں گذر جانے کے بعد بھی ان ہی القابات کے مالک ہیں۔

ادیبؔ مالیگانوی کا عہد بیسویں صدی کا پر آشوب دور ہے۔ یہ وہ زمانہ تھا جس میں نظمیں متنوع صورت میں نظر آتی ہیں۔اس دور کے بیدار مغز شعراء نے حسن و عشق کے فسانے رقم کئے تھے تو وطن دوستی کے نغمات بھی گائے ہیں۔آزادی کی حمایت اور غلامی کی مخالفت اور اسلامی نظریات و افکار پر مبنی غزلیں ونظمیں کہی ہیں۔بیسویں صدی کے ابتدائی دور میں ادیبؔ مالیگانوی بھی مقامی ترقی پسند شعراء کی اولین فہرست میں شامل رہے۔ادیبؔ مالیگانوی خالص غزل کے شاعر تھے۔ان کے کلام میں قدیم و جدید کا امتزاج تھا۔تمام تر فنی روایات کا التزام تھا تو خاص انفرادیت کی آئینہ داری بھی اُن کے یہاں موجود تھی۔اُن کی غزلوں میں آبشاروں کا ترنم ہے تو تتلیوں کی رنگینیاں اور بھونروں کی رسیلی و دلنشین گنگناہٹ بھی سموئی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔ادیبؔ الملک، شاعرِ حیات ادیبؔ مالیگانوی کا شمار سکندر علی وجدؔ کے بعد دکن کے ممتاز او رمایہ ناز شعراء میں کیا جاتا ہے۔ان کی غزلوں میں وارداتِ قلبی، داستانِ حسن وعشق کے بیان کے ساتھ ساتھ سوز وگداز اور زندگی کی ترجمانی ملتی ہے۔حسرتؔ موہانی اور فانی بدایونی

نے غزلوں کو جس طرح نئی راہ دکھاتے ہوئے ایک جدید اور توانا اسلوب سے آشنا کیا اسی طرح بعد کے شعراء نے اس کی پیروی کرتے آگے چل کر ترقی پسند اور جدید اردو ادب کی بنیاد قرار پایا۔ ابتدائی زمانے میں ادیبؔ مالیگانوی نے تجملؔ جلالپوری سے اصلاح لیتے تھے۔ قدیم رنگ میں اشعار کہنا انہیں پسند نہیں تھا۔ چنانچہ مولانا قدیرؔ ایولوی کے دامن فیض سے وابستہ ہو گئے۔ ادیبؔ مالیگانوی کے عہد میں بیشتر شعراء نے غزلیہ روایتوں کی پاسداری کی ہے۔ ان شعراء کے یہاں روایتوں کا گہرا شعور اور ان کی تخلیقی فضا درحقیقت روایتی غزل کی روایتی فضاء تھی۔ ادیب مالیگانوی غزل کی روایت کو نئے افق سے روشناس کرنے میں پیش پیش تھے۔ ان کی غزلیں مختلف کیفیات کی ترجمان ہیں لیکن اس ترجمانی میں سماجی پس منظر کا خیال تہذیبی ماحول کا احساس اور جذباتی کیفیت کا شعور خصوصی اثر دکھاتا ہے۔ اُن ہی عناصر نے ان کی غزلوں کو حقیقت اور واقفیت سے قریب کیا ہے۔ ان کے یہاں نفسیات کی صحیح تصویر ملتی ہے۔ شگفتگی کا احساس اور جذبات کا اظہار کھلے عام ملتا ہے جس سے اُن کی غزلوں میں رنگینی اور رعنائی کی ایسی فضا دکھائی دیتی ہے جو اُن کا ہی حصہ وخاصہ اور پہچان ہے یا اُن کیلئے ہی مخصوص ہے۔ ادیبؔ مالیگانوی نے اپنی غزلوں میں حسن وعشق کے معاملات سے لطف اندوز ہونے کا درس دیا ہے۔ اس لئے ان کے یہاں نشاطیہ عناصر کی فراوانی ہے جس کی تفصیل اور جزیات کو پیش کرنے میں وہ اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ ان کی شاعری عشق مجازی کا آئینہ تھی تو عشق حجازی کا کھلتا دریچہ بھی اور یہی عناصر ان کی غزلوں کا سرمایہ ہے۔

احساسِ عمل کی چنگاری جس دل میں فروزاں ہوتی ہے
اس لب کا تبسم ہیرا ہے، اس آنکھ کا آنسو موتی ہے

ادیبؔ مالیگانوی نے جس سماجی وتہذیبی اور انسانی اقدار کی نمائندگی اشعار کے ذریعے کی ہے اس سے ان کی آگہی کے شعور کا پتہ چلتا ہے۔ اس شعور اور اندازے ان کی غزلوں میں ایک نیا آہنگ، اسلوب اور زندگی پیدا کر دی تھی۔ ان کی غزلوں میں نفاست، لطافت، سادگی رچی بسی ہوئی ہے جس کا مجموعی تاثر بھی جدت کی صورت میں رونما ہوتا ہے۔ اس تاثر جدت وصورت میں وجدان سے زیادہ شعور کی کارفرمائی نظر آتی ہے۔ ادیب کا عہد طرحی مشاعروں کا عہد تھا جو کافی طویل رہا جس میں بہت سارے نشیب وفراز بھی آئے۔ حالات نے کئی کروٹیں بدلیں۔ جدوجہد آزادی اور اس کے بعد رونما ہونے والے حالات بھی ان کی نگاہوں کے سامنے تھے۔ اسی طرح روایتی شاعری اور ترقی پسندی کے ساتھ ساتھ جدیدیت کا دور بھی دیکھا اور نئے رجحانات وامکانات کے علاوہ خیالات کو وسیع سے وسیع تر کرنے کی کوشش بھی شامل رہی جس کا حصہ ادیبؔ مالیگانوی بھی رہے۔ چراغِ رہگذر (نظموں کا مجموعہ)، تبسم (غزلوں کا پہلا انتخاب ۱۹۶۰ء)، شوخیاں، نیرنگ عید (عید کے موضوع پر کہی گئی نظمیں واشعار پر مشتمل) قوسِ قزح (نعتیہ مجموعہ)، ستارے، تمازت اور سیاست ان کی تصانیف ہیں۔ انہوں نے اپنی عمر کا طویل حصہ شاعری کی نذر کئے اور اپنے زمانے کے مشاہیر شعراء کے ساتھ نہ صرف مشاعرے پڑھے بلکہ اربابِ نقد ونظر سے اپنی شاعرانہ فطرت کا لوہا منوایا۔ ادیبؔ مالیگانوی کی ادبی وشعری اور فطری صلاحیتیں دیکھ کر بہت سوں نے یہ بھی کہا کہ یہ شاعر کسی لکھنوی یا دہلوی استاد شاعر سے کم نہیں ہے۔ علامہ سیمابؔ، جوشؔ، جگرؔ، احسان دانشؔ، مجروح، سردار جعفری، شکیل بدایونی، قتیل شفائی، فراقؔ، ساحرؔ، ڈاکٹر عصمت جاوید، آنند نرائن ملاؔ، اختر الایمان، قمرؔ اقبال، کیفی اعظمی اور مولانا انجم فوقی بدایونی وغیرہ مشاہیر شعراء کے ہمراہ انہوں نے مشاعرے پڑھے اور دادِ سخن بھی حاصل کی۔ ادیبؔ مالیگانوی کے شاگرد پورے ہندوستان میں پھیلے ہوئے ہیں۔ انہیں بے شمار اعزازات سے بھی نوازا گیا۔ ۱۹۰۹ء میں پیدا ہونے والے محمد بشیر عظیم الدین ادیب الملک، شاعر حیات اور حضرت ادیبؔ مالیگانوی بن کر تقریباً ۷۸ سال کی عمر میں ۱۹۸۷ء انتقال فرما گئے۔

آئینہ بھی مہ و انجم کو دکھا سکتے ہیں
یہی ذرّے جو درخشاں نہیں ہونے پائے
آنسو بھی دل جلوں کے ستاروں سے کم نہیں
کہہ دے کوئی نظر کے چراغاں نہ کرسکے
اُن سے بھی ہو نہ سکا میری وفا کا انکار
میں بھی وہ آنسو ہوں جو آنکھوں سے گرایا نہ گیا